Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فون ۹۴

اِنَّ الفضلَ بیدِ اللہِ یُؤتیہِ مَن یَّشاء ۔ عسیٰ اَن یَّبعثک ربّک مقاماً محمودا

رجسٹرڈ نمبر ۵۲۵۴

روزنامہ الفضل ربوہ

یوم جمعہ

ایڈیٹر مسعود احمد دہلوی

The Daily ALFAZL RABWAH

قیمت فی پرچہ ۱۵ پیسے

جلد ۲۸/۶۳ | ۲۰ جمادی الثانی ۱۳۹۲ھ ۱۲ وفا ۱۳۵۱ہش ۱۲ جولائی ۱۹۷۲ء | نمبر ۱۵۹

## اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۱۲ وفا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق آج صبح کی اطلاع مظہر ہے کہ:۔

تاحال فلُو کی تکلیف چل رہی ہے

احباب جماعت خاص توجہ اور التزام سے دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور ایدہ اللہ کو صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔ آمین

## اللہ کو اپنا بناؤ

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے خطبہ جمعہ فرمودہ ۱۹ مئی ۱۹۱۱ء میں تقویٰ کی برکات پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا:۔

"میں نے بہت ہی غور کیا ہے خدا کے فضل کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا اور یہ میں اپنے یقین اور تجربہ کی بناء پر کہتا ہوں کہ اللہ کو اپنا بناؤ۔ جب وہ ہمارا ہو جائیگا تو سب ہمارا ہی ہے اور وہ تقویٰ اور صرف تقویٰ سے اپنا بنتا ہے اس لئے اگر تم چاہتے ہو کہ اللہ تمہارا ہو جائے تو تم تقویٰ اختیار کرو۔ تقویٰ ایسی دولت ہے کہ اس سے بڑی بڑی مرادیں حاصل ہوتی ہیں۔ ہر شخص کی فطرت میں ہے کہ وہ چاہتا ہے کہ کوئی اسکے ساتھ ہو اور وہ عظیم الشان ہو۔ اس سے محبت کرے اور اللہ تعالیٰ متقی سے آپ محبت کرتا ہے جیسا کہ فرمایا یُحِبُّ الْمُتَّقِیْن جو اللہ تعالیٰ کا محبوب ہو جائے اسے کسی اَور کی حاجت کیا!!! پھر ہر شخص کو ضرورت ہے کہ اسے رزق ملے اور وہ کھانے پینے، دوا و علاج اور تیمار داری غرض بہت سی ضروریات کا محتاج ہے مگر اللہ تعالیٰ متقی کو بغیر رنج دیتا ہے یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ متقی کو ایسے طریق پر رزق ملتا ہے جو اسے وہم و گمان بھی نہیں ہوتا۔ پھر انسان مشکلات میں پھنستا ہے اور ان سے نجات اور رہائی چاہتا ہے متقی کو ایسی مشکلات سے وہ آپ نجات دیتا ہے وَیَجْعَلْ لَّهُ مَخْرَجًا ہر قسم کی تنگی سے وہ آپ نجات دیتا ہے۔ پھر متقی کی ترقی ہے پھر اللہ تعالیٰ متقی کو آپ پڑھا دیتا ہے... میں نے غور کیا ہے تو یہ بالکل درست ہے وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَیُعَلِّمُکُمُ اللّٰهُ ہر قسم کے دکھوں کو سکھوں سے تقویٰ ہی بدل دیتا ہے یَجْعَلْ لَّهُ مِنْ اَمْرِهٖ یُسْرًا پھر جب متقی انسان ان ثمرات کو پاتا ہے تو میرے دوستو! سب کو تقویٰ اختیار کرنا چاہئیے۔ رزق کیلئے، تنگی سے نجات کیلئے تقویٰ اختیار کرو۔ تنگی کی ضرورت ہے تقویٰ کرو۔ اگر چاہتے ہو تقویٰ کرو۔ علم چاہتے ہو تو تقویٰ کرو۔ پھر کہتا ہوں تقویٰ کرو۔ تقویٰ ہی سے خدا کی محبت ملتی ہے وہ اللہ کا محبوب بنا دیتا ہے۔ دکھوں سے سکھ کا اور فقر کا دور کر دیتا ہے۔ علوم صحیحہ اسی کے ذریعہ ملتے ہیں"

(خطبات نور جلد دوم صفحہ ۱۵۱، ۱۵۲)

ارشاداتِ عالیہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

# میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں

## کوئی انسان آنحضرتؐ کی پیروی کے بغیر خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے

(۱) "میں سچ کہتا ہوں اور خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں اور میری جماعت مسلمان ہے اور وہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور قرآن کریم پر اسی طرح ایمان لاتی ہے جس طرح پر ایک سچے مسلمان کو لانا چاہیئے۔ میں ایک ذرہ بھی اسلام سے باہر قدم رکھنا ہلاکت کا موجب یقین کرتا ہوں اور میرا یہی مذہب ہے کہ جس قدر فیوض اور برکات کوئی شخص حاصل کر سکتا ہے اور جس قدر تقرب الی اللہ پا سکتا ہے وہ صرف صرف آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی سچی اطاعت اور کامل محبت سے پا سکتا ہے ورنہ نہیں۔ آپ کے سوا اب کوئی راہ نیکی کی نہیں۔" (الحکم ۱۷ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۳)

(۲) "میں کھول کر کہتا ہوں اور یہی میرا عقیدہ اور مذہب ہے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اتباع اور نقشِ قدم پر چلنے کے بغیر انسان کوئی روحانی فیض اور فضل حاصل نہیں کر سکتا۔" (الحکم ۲۴ ستمبر ۱۹۰۶ء صفحہ ۴)

(۳) "رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کو خدا تعالیٰ کی محبت کا ذریعہ قرار دیا گیا ہے بغیر اس کے یہ مقام مل ہی نہیں سکتا۔" (الحکم ۲۴ جنوری ۱۹۰۷ء صفحہ ۱۵)

(۴) "میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی صلے اللہ علیہ وسلم کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے۔" (حقیقۃ الوحی صفحہ ۶۴)

پبلشر: مسعود احمد۔ پرنٹر: سید عبدالحی۔ مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ۔ مقامِ اشاعت: دفتر الفضل دارالرحمت غربی ربوہ

روزنامہ الفضل ربوہ
مورخہ ۱۲ ماہ وفا ۱۳۵۳ھش

# ترقی کا راستہ ہمیشہ کٹھن ہوتا ہے

اللہ تعالیٰ کی یہ ایک قدیم سنت ہے کہ وہ اپنے جن خاص بندوں کو دینی و دنیوی ترقیات سے نوازنا چاہتا ہے انہیں وہ ابتلاؤں سے ضرور دوچار کرتا ہے اور وہ ابتلاء بسا اوقات اس صورت میں ظاہر ہوتے ہیں کہ انہیں دوسروں کے ہاتھوں مظالم سہہ سہہ کر انتہائی مظلومیت کی زندگی بسر کرنا پڑتی ہے۔ جب وہ مظلومیت کے زمانہ میں صبر کا اعلیٰ نمونہ دکھاتے ہیں اور سخت سے سخت اذیتیں پہنچنے پر بھی خدا تعالیٰ سے اپنا تعلق نہیں توڑتے بلکہ خدا تعالیٰ کی رضا پر راضی رہتے ہیں تو پھر خدا تعالیٰ ان کے اس نمونہ پر خوش ہو کر ان کی مظلومیت کی حالت کو دُور کر دکھاتا ہے۔ سب دل اس کے ہاتھ میں ہیں وہ جب چاہتا ہے انہیں بدل دیتا ہے۔ اُس کی مشیت کے مخفی تصرفات کے تحت ظلم ڈھانے والے اپنے کئے پر پشیمان ہو کر ظلم سے باز آجاتے ہیں۔ اس طرح مظلوموں کے لئے راحت و اطمینان کا زمانہ پھر لوٹ آتا ہے اور وہ زیادہ مستعدی اور دلجمعی کے ساتھ شاہراہِ ترقی پر آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں کے صبر و ثبات، عزم و استقلال اور عزیمت و استقامت کا یہ عالم ہوتا ہے کہ بڑے سے بڑا ابتلاء بھی ان کے پائے ثبات میں کوئی لغزش نہیں آنے دیتا۔ بعض اوقات انہیں ایسے ایسے مہیب ابتلاء پیش آتے ہیں کہ جو بظاہر انکی برداشت سے باہر ہوتے ہیں اور بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ یہ ان کی کمر توڑ کر رکھ دیں گے، وہ ابتلاء اَنْقَضَ ظَهْرَكَ کے مصداق ہوتے ہیں۔ یا پھر ایسے ابتلاء بھی وارد ہوتے ہیں کہ جن کی ہولناکی دیکھ کر آنکھیں پھر جاتی ہیں اور کلیجہ منہ کو آتا ہے یعنی قرآنی محاورہ کی رو سے زَاغَتِ الْاَبْصَارُ وَبَلَغَتِ الْقُلُوْبُ الْحَنَاجِرَ کی کیفیت وارد ہوئے بغیر نہیں رہتی۔ یا پھر ایسے حالات رونما ہوتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ان خاص بندوں کو (اور اس کے خاص بندے تعداد میں تھوڑے ہی ہوتے ہیں) اپنی ہستی کالعدم ہوتی دکھائی دیتی ہے اور وہ جنابِ الٰہی میں پکار اُٹھتے ہیں اَللّٰھُمَّ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ لَا تُعْبَدُ فِي الْاَرْضِ یعنی خدایا اگر یہ چند نفوس آج مٹ گئے تو پھر تجھے پوجنے والا کوئی نہیں رہے گا۔ لیکن ایسے مہیب ابتلاؤں میں بھی خدا تعالیٰ کے یہ خاص بندے ثابت قدم رہتے ہیں اپنے عزم و ہمت کی وجہ سے نہیں بلکہ خدائے قادر و عزیز اور قدیر و مقتدر کی نصرت پر کامل بھروسہ اور توکل کی بناء پر۔

ان کا یہ توکل اثر دکھائے بغیر نہیں رہتا۔ خدا تعالیٰ اپنے وعدوں کے بموجب انہیں ایسے حالات میں جبکہ ہر طرف مایوسی ہی مایوسی نظر آتی ہے اور مخلصی کی تمام راہیں مسدود ہو کر طبیعتوں میں اضطراب اور گھبراہٹ پیدا کرنے لگتی ہیں اپنی غیر معمولی اور معجزانہ تائید و نصرت سے نوازتا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے حالات کو یکسر بدل کر رکھ دیتا ہے۔ وہ جنہیں جان کے لالے پڑے ہوتے ہیں خدائی حفاظت میں ہونے کے باعث آگ میں پڑ کر بھی زندہ سلامت نکل آتے ہیں اور انہیں آگ میں جھونکنے والوں کو اُلٹے لینے کے دینے اور جان کے لالے پڑ جاتے ہیں۔ یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے غریب و مسکین بندوں کی کوشش یا تدبیر کے نتیجہ میں نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ اور اس کی صفتِ عزیز کے جلووں کے تحت رونما ہوتا ہے۔ جب وہ وقت آتا ہے تو وہ غریب اور مسکین و بے زر اور بے زور بندے اللہ تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرتے ہوئے کہیں سے کہیں جا پہنچتے ہیں۔ ان کا قدم اُس بلندی پر پڑنے لگتا ہے جہاں دنیوی سہولتیں میسّر ہونے کے باوجود دوسروں کی رسائی [illegible] سے ممکن ہی نہیں ہوتی۔ یہی وجہ ہے اللہ تعالیٰ کے بندے ابتلاء کو بُرا نہیں جانتے بلکہ وہ خوش ہوتے ہیں کہ اب ہمارے لئے ترقی کے نئے دروازے اور رستے راستے کھلنے والے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ ترقی ابتلاؤں سے ہی ہوتی ہے۔ اگر ابتلاء نہ ہوں تو پھر ترقی بھی نہیں ہوتی۔ اسی لئے خدا تعالیٰ اپنے بندوں پر تکالیف وارد کرتا ہے جبکہ دوسروں کو عیش و آرام میں زندگی بسر کرنے اور نافرمانیوں میں اور زیادہ بڑھنے کے لئے ان کے حال پر چھوڑ دیتا ہے۔ وہ تکالیف اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے ترقی کا موجب بنتی ہیں جبکہ دوسروں کا عیش و آرام اور ان کی نافرمانیاں انہیں لے ڈوبتی ہیں اور وہ کیفرِ کردار کو پہنچے بغیر نہیں رہتے۔ اسی لئے ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اُس زمانہ میں جبکہ آپ کے معدودے چند ساتھیوں کو طرح طرح کے مظالم کا نشانہ بنایا جا رہا تھا اور انہیں نت نئی تکالیف اور اذیتیں پہنچائی جا رہی تھیں ابتلاؤں کے فلسفہ اور ان کی اہمیت پر بار بار اور بڑی تفصیل سے روشنی ڈالی تا کہ ان کی علتِ غائی اچھی طرح واضح ہو سکے۔ چنانچہ آپ نے ۲۰ ستمبر ۱۹۰۷ء کو بوقت سیر اپنے اصحاب کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا:-

"اصل میں ابتلاؤں کا آنا ضروری ہے۔ اگر انسان عمدہ عمدہ کھانے گوشت پلاؤ اور طرح طرح کے آرام اور راحت میں زندگی بسر کر کے خدا تعالیٰ کو ملنے کی خواہش کرے تو یہ محال ہے۔ بڑے بڑے زخموں اور سخت سے سخت ابتلاؤں کے بغیر انسان خدا تعالیٰ کو مل ہی نہیں سکتا۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے اَحَسِبَ النَّاسُ اَنْ یُّتْرَکُوْۤا اَنْ یَّقُوْلُوْۤا اٰمَنَّا وَھُمْ لَا یُفْتَنُوْنَ۔ غرض بغیر امتحان کے تو بات بنتی ہی نہیں اور پھر امتحان بھی ایسا جو کہ کمر توڑنے والا ہو۔ ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا سب سے بڑھ کر مشکل امتحان ہوا تھا جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے وَوَضَعْنَا عَنْكَ وِزْرَكَ الَّذِيْۤ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۰۶)

پھر اس امر کو کہ ترقی کا راستہ ہمیشہ کٹھن ہوتا ہے اور ابتلاؤں کی مہیب گھاٹیوں میں سے ہو کر گزرتا ہے مثالوں سے واضح کرتے ہوئے مزید فرمایا:-

"جب سخت ابتلاء آئیں اور انسان خدا کے لئے صبر کرے تو پھر وہ ابتلاء فرشتوں سے جا ملاتے ہیں۔ انبیاء اسی واسطے زیادہ محبوب ہوتے ہیں کہ ان پر بڑے بڑے سخت ابتلاء آتے ہیں اور وہ خود ہی ان کو خدا تعالیٰ سے جا ملاتے ہیں۔ امام حسینؑ پر بھی ابتلاء آئے۔ اور سب صحابہؓ کے ساتھ یہی معاملہ ہوا کہ وہ سخت سے سخت امتحان میں ڈالے گئے۔ گوشت اور پلاؤ کھانے سے اور آرام سے بیٹھ کر تسبیح پھیرتے رہنے سے خدا تعالیٰ کا ملنا محال ہے۔ ..... صحابہؓ کے زمانہ پر اگر غور کیا جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے ابتداء سے فیصلہ کر لیا ہوا تھا کہ اگر خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دینی پڑ جائے تو دے دیں گے۔ انہوں نے تو خدا تعالیٰ کی راہ میں مرنے کو قبول کیا ہوا تھا۔ جتنے صحابہؓ جنگوں میں جاتے تھے کچھ تو شہید ہو جاتے تھے اور کچھ واپس آجاتے تھے۔ اور جو شہید ہو جاتے تھے ان کے اقرباء خوش ہوتے تھے کہ انہوں نے خدا تعالیٰ کی راہ میں جان دی۔ اور جو بچ آتے تھے وہ انتظار میں رہتے تھے اور شاکی رہتے تھے کہ شاید ہم میں کوئی کمی نہ رہ گئی ہو جو ہم جنگ میں شہید نہیں ہوئے۔ وہ اپنے ارادوں کو مضبوط رکھتے تھے اور خدا تعالیٰ کے لئے جان دینے کو تیار رہتے تھے جیسے فرمایا اللہ تعالیٰ نے مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ رِجَالٌ صَدَقُوْا مَا عَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ فَمِنْهُمْ مَّنْ قَضٰى نَحْبَهٗ وَمِنْهُمْ مَّنْ يَّنْتَظِرُ وَمَا بَدَّلُوْا تَبْدِيْلًا۔ (آج اس زمانہ میں) سب سے زیادہ تقویٰ پر قدم مارنے والی اور استقامت اور رضا کے نمونے دکھانے والی تو ہماری جماعت ہی ہے۔" (ملفوظات جلد نہم صفحہ ۴۰۶، ۴۰۷)

پس آج ہم سے زیادہ اور کوئی اس حقیقت سے باخبر نہیں ہے کہ مومنوں کے لئے خدا تعالیٰ کی راہ میں ترقی کرنے اور آگے ہی آگے قدم بڑھانے کی راہ کوئی آسان راہ نہیں ہے۔ یہ راستہ ہمیشہ ہی کٹھن ہوتا ہے اور مہیب وادیوں اور پُرخطر گھاٹیوں میں سے ہو کر گزرتا ہے۔ جب یہ مہیب وادیاں اور پُرخطر گھاٹیاں اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں طے ہو جاتی ہیں تو پھر اس راہ کے راہ رَو برق رفتاری سے آگے بڑھتے چلے جاتے ہیں اور منزلِ مقصود پر پہنچ کر ہی دم لیتے ہیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# فضائل قرآن

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تفسیر کبیر کی مجلدات اور تفسیر سورہ بقرہ میں قرآن کریم کے حقائق و معارف بیان کرتے ہوئے مختلف جگہوں پر مضمون کی مناسبت سے قرآن کریم کے بعض فضائل و محاسن بھی بیان فرمائے ہیں یہ فضائل و محاسن یکجائی طور پر قارئین الفضل کے استفادہ کے لئے ذیل میں پیش کئے جاتے ہیں۔

## قرآن کریم کا ایک عجیب کمال

۱۔ "قرآن کریم کا یہ ایک عجیب کمال ہے ۔ ۔ ۔ ۔ کہ وہ الفاظ کی خفیف تبدیلیوں سے مختلف مضامین ادا کر جاتا ہے اور فقروں کا کام لفظوں سے لیتا ہے"

(تفسیر سورہ بقرہ ص۱۱)

۲۔ "اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ضمائر اور مصادر کو لا کر مضمون کی وسعت کو بھی برقرار رکھا ہے اور کلام میں اختصار بھی پیدا کر دیا ہے"۔

(تفسیر کبیر جلد ۵ حصہ دوم ص۱۳)

۳۔ "قرآن کریم کی یہ خوبی ہے کہ وہ بسا اوقات بڑے وسیع مطالب صرف صیغوں کے ذریعہ ہی ادا کر دیتا ہے"

(تفسیر کبیر جلد پنجم حصہ سوم ص۲۳۱)

(۲)

## قرآن کریم شروع سے اب تک محفوظ شکل میں لکھا ہوا آرہا ہے

۱۔ قرآن کریم ہی ایک ایسی کتاب ہے جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات پر صحابہؓ کو لکھی ہوئی ملی اور صرف مسلمان ہی دنیا میں دعویٰ کیساتھ کہہ سکتے ہیں کہ ہمارا قرآن شروع سے اب تک محفوظ صورت میں لکھا ہوا چلا آرہا ہے۔ یہ خصوصیت کسی اور الہامی کتاب کو ہرگز حاصل نہیں کیونکہ دوسری کوئی کتاب بھی لکھی ہوئی نہ تھی کوئی سینکڑوں سال بعد جمع کی گئی اور کوئی کتاب اگر اس وقت لکھی بھی گئی تو اسے یہ خصوصیت حاصل نہ تھی کہ اس کا لفظ لفظ الہام ہو۔ بائیبل کے متعلق تو یہ بحث نہیں ہوتی کہ یہاں زبر ہے یا زیر ہے لیکن قرآن کریم کے متعلق یہ بحث ہوتی ہے کہ یہاں زیر ہے یا زبر ہے۔ بلکہ یہاں تک بھی بحث ہوتی تھی کہ یہاں ٹھہرنا ہے یا نہیں ٹھہرنا"

(تفسیر سورہ بقرہ ص۱۹۲)

۲۔ "قرآن کریم ۔ ۔ ۔ سب کا سب کلام اللہ ہے یعنی اس کا ایک ایک لفظ الہامی ہے جبکہ پہلی کتب کا یہ حال نہ تھا وہ کلام الٰہی اور تشریح کلام الٰہی کے مجموعہ ہوتے تھے جیسا کہ عہد قدیم کی کتب اور انجیل سے روز روشن کی طرح ثابت ہے پس ان کتب کے مضمون کی حفاظت کافی سمجھی جاتی تھی کیونکہ اس زمانہ میں الذکر مفہوم کا نام تھا۔ الفاظ کا نہیں اور خدا کی الہام کو انبیاء یا ان کے تابع اکثر اپنے الفاظ میں بیان کر دیتے تھے اور اس میں حرج نہ سمجھا جاتا تھا۔ قرآن کریم کی وحی چونکہ دائمی وحی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اس کے وقت سے طریق وحی کو بدل دیا اور خود الفاظ کا محفوظ رکھنا ان کی حرکات سمیت ضروری قرار پایا۔ پس قرآن کریم کا ہر ہر لفظ لکھا گیا یاد کیا گیا اور محفوظ رکھا گیا اس قسم کی حفاظت پہلی کسی وحی کو حاصل نہ تھی۔ نہ اللہ تعالیٰ کے ذریعہ سے نہ بندوں کے ذریعہ سے۔ ان معنوں میں حفاظت ایک محدود عرصہ تک کے لئے تھی اسی طرح دوسری کتب کو حاصل تھی جس طرح کہ قرآن کو قیامت تک کے لئے حاصل ہے"

(تفسیر کبیر جلد سوم ص۳۲)

۳۔ "حفاظت کے سلسلہ میں قرآن کریم کو دوسری کتب پر فضیلت ۔ ۔ ۔ ۔ اس بارہ میں ہے کہ وہ ایک محدود عرصہ تک الذکر رہیں اور قرآن کریم قیامت تک کے لئے الذکر ہے اور اس کی تائید کے لئے ہمیشہ کے لئے سامان ہوتے رہیں گے جبکہ دوسری کتب کی حفاظت اللہ تعالیٰ دیر سے چھوڑ چکا ہے اور شیطانوں کے حملوں سے انہیں بچانے کے لئے اب آسمان سے شہاب نازل نہیں ہوتے"

(تفسیر کبیر جلد دوم ص۵۳۲)

۴۔ "قرآن کریم ایک کتاب ہے کیا بلحاظ اس کے کہ وہ ساتھ کے ساتھ لکھی جاتی رہی اور اب تک بغیر کسی زیر اور زبر کے فرق کے وہ وہی ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی اور کیا بلحاظ اس کے کہ یہی وہ کتاب ہے جس پر دنیا میں عمل کیا جاتا ہے باقی مذاہب والے بے شک اپنی الہامی کتب کو شائع کرتے اور ان کے متعلق اپنی عقیدت کا اظہار بھی کرتے ہیں بلکہ ان کی تعلیموں سے اختلاف رکھنے والوں کو برا بھلا بھی کہتے ہیں مگر جب عمل کا سوال آتا ہے تو وہ ان کتابوں کو بالائے طاق رکھنے پر مجبور ہو جاتے ہیں اور یہ دونوں حقائق ظاہر و باہر ہیں"

تفسیر کبیر
(جلد پنجم حصہ سوم ص۱۲)

(۳)

## تقدیر کا صحیح علم صرف قرآن کریم نے دیا ہے

۱۔ "تقدیر کا صحیح علم دینے والا صرف قرآن کریم ہی ہے۔ باقی سب لوگ یا تو جبر کی طرف چلے گئے ہیں یا قدر کی طرف مائل ہو گئے ہیں جس کتاب نے جبر و قدر کا صحیح مفہوم بیان کیا ہے۔ وہ صرف قرآن کریم ہی ہے"

(تفسیر سورہ بقرہ ص۱۹۳)

۲۔ "یہ بات صرف قرآن کریم ہی بتاتا ہے باقی سب کتب اس بارہ میں خاموش ہیں کہ قضاء و قدر کے معنے کیا ہیں قضاء و قدر اور تدبیر کا کیا تعلق ہے۔ قضاء و قدر کی غرض کیا ہے۔ قضاء و قدر کے کیوں جبر نہیں نکلتا اور کس طرح اس کے باوجود انسان آزاد ہے اور جہاں آزاد نہیں وہاں اسے سزا نہیں ملتی قضاء و قدر کا دائرہ کیا ہے ان تمام امور کے بارہ میں صرف قرآن کریم میں روشنی ڈالی گئی ہے۔ باقی سب کتب خاموش ہیں۔ اگر کسی غیر مذہب والے کا دعویٰ ہے کہ قضاء و قدر کے متعلق صحیح تعلیم اس کی الہامی کتاب میں موجود ہے تو ہم اسے چیلنج کرتے ہیں کہ وہ قرآن کریم کے مقابلہ میں اپنی کتاب سے اس مسئلہ کو واضح کرے ۔ مگر ہمیں یقین ہے کہ کوئی دوسرا مذہب اپنی کتاب سے یہ مسئلہ نہیں نکال سکتا یہ صرف قرآن کریم کی ہی خوبی ہے جو اسے تمام الہامی کتب پر فضیلت دیتی ہے"

تفسیر کبیر
(جلد ششم جزو چہارم حصہ سوم ص۳۹۳ و ۳۹۴)

(۴)

## قرآن کریم ہر حکم کی حکمت بھی بیان کرتا ہے

۱۔ "قرآن کریم کا طریق ہے کہ جب وہ کوئی اہم بات بیان کرنا چاہتا ہے۔ تو بجائے اس کے کہ وہ فوری طور پر اس کے متعلق اپنا حکم بیان کر دے تمہید کے طور پر بعض باتوں کا ذکر کر دیتا ہے تاکہ اس چیز کی اہمیت لوگوں پر واضح ہو جائے اور ان کے قلوب پہلے سے ہی اس حکم کو بشاشت کے ساتھ تسلیم کرنے اور اس کے مطابق اپنے اندر تغیر پیدا کرنے کیلئے تیار ہو جائیں اور ان پر کم سے کم دشواری آئے کیونکہ قرآن کریم کی غرض لوگوں کو ہدایت دینا اور انہیں شریعت کے ساتھ ساتھ حکمت سکھانا بھی ہے۔ پس وہ چاہتا ہے کہ جہاں تک لوگوں کو ٹھوکر کھانے سے بچایا جا سکے انہیں بچانے کی کوشش کی جائے"

(تفسیر سورہ البقرہ ص۲۲۲)

(۵)

## روحانی علوم سکھانے والی کتاب

كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ میں قرآن کریم نے دنیا کے سامنے یہ دعویٰ پیش کیا ہے کہ اس کتاب کے ذریعہ لوگوں کو وہ روحانی علوم سکھائے گئے جو اس سے پہلے دوسرے کسی مذہب کی الہامی کتاب نے بیان نہیں کئے۔

(تفسیر سورہ بقرہ ص۵۳۹)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

(۶)

## قرآن کریم کے الفاظ کے جملہ معانی کی صداقت خدا تعالیٰ خود ظاہر کرتا ہے

قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے اور اس کا ایک ایک لفظ جس قدر معانی پر دلالت کرتا ہے ان تمام معانی کی صداقت خدا تعالیٰ خود ظاہر کرتا ہے اور زور آور نشانوں سے ثابت کرتا ہے۔ ہاں بعض معانی کی صداقت ہمیشہ ثابت ہوتی چلی آتی ہے۔ تاکہ ہر زمانہ کے لوگوں کے لئے وہ مجسم ہوں اور بعض معانی کی صداقت وہ آہستہ آہستہ مختلف زمانوں میں ثابت کرتا ہے تا معلوم ہو کہ قرآن کریم خدا کا کلام ہے اور کسی انسان کا اس کی تالیف میں دخل نہیں کیونکہ اس میں وہ باتیں ہیں جو اس زمانہ کے علوم سے تعلق نہیں رکھتیں۔

تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ ۲۰۲

(۷)

## قرآنی مضامین کی ترتیب فطرت انسانی کے عین مطابق ہے

قرآنی مضامین کی ترتیب عام کتب کی ترتیب کے مطابق نہیں بلکہ طبعی ترتیب ہے۔ وہ اپنے مضامین میں جو ترتیب رکھتا ہے وہ اس ترتیب سے علیحدہ ہے۔ جو انسان اپنی کتابوں میں رکھتے ہیں۔ قرآن کریم اسی چیز کو جو سب سے پہلے بیان ہونی ضروری ہو بیان کرتا ہے اور پھر اس کے متعلق انسانی قلب میں پیدا ہونے والے تمام وساوس اور شبہات کا ازالہ کرتا ہے مثلاً جنگ ہے اس کے متعلق جو سوال پیدا ہوں گے۔ ان کو بیان کرے گا۔ پھر ان سے جو سوال پیدا ہوگا اس کا ذکر کریگا اور اس میں جن امور کی طرف انسانی ذہن منتقل ہوگا وہ بیان کرتا چلا جائیگا...... غرض قرآن کریم کا یہ کمال ہے کہ اس نے اپنے مضامین میں ایک اعلیٰ درجہ کی ترتیب رکھی ہے جو فطرت انسانی کے عین مطابق ہے۔ ادھر ایک سوال فطرت انسانی میں پیدا ہوتا ہے اور ادھر قرآن کریم میں اس کا جواب موجود ہوتا ہے۔

تفسیر سورۃ بقرہ صفحہ ۹۹

(۸)

## قرآن کریم اپنی ذات میں فرقان ہے

قرآن کریم فرقان بھی ہے یعنی ایسے نشانات پر بھی مشتمل ہے جو حق و باطل میں امتیاز کر دیتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جب بھی کوئی نبی دنیا میں مبعوث ہوتا ہے۔ اسے فرقان عطا کیا جاتا ہے۔ یعنی اسے ایسے نشانات معجزات عطا کئے جاتے ہیں جن کے ذریعہ حق و باطل میں امتیاز ہو جاتا ہے مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دوسرے نبیوں پر یہ امتیاز حاصل ہے کہ دوسرے نبیوں کو کتاب اور اس کے علاوہ فرقان ملا تھا لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جو کتاب نازل ہوئی وہی فرقان تھی۔ تورات اپنی سچائی کیلئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دوسرے معجزات کی تائید کی محتاج تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے الہامات دوسرے معجزات کی تصدیق کے محتاج تھے لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کتاب اپنی ذات میں فرقان ہے۔ یعنی وہ ایک زندہ اور کامل کتاب ہے اور اگر دوسرے معجزات لوگوں کو بھول بھی جائیں تب بھی وہ اپنی سچائی کا ثبوت اپنے اندر رکھتی ہے اور حق و باطل میں امتیاز کر دیتی ہے

(تفسیر کبیر جلد ششم حصہ دوم صفحہ ۴۳۱)

(۹)

## قرآن کریم خدا تعالیٰ کو رب العالمین کی حیثیت میں پیش کرتا ہے

بائبل صرف بنی اسرائیل کے خدا کو پیش کرتی ہے لیکن قرآن کریم پڑھ کر دیکھ لو اس میں ہر جگہ یہی دعویٰ نظر آئے گا کہ میں ساری دنیا کا خدا ہوں۔ میں جن و انس کا خدا ہوں اور میں تمام مخلوق کا رب ہوں خواہ کوئی مسلمان ہو یا ہندو ہو یا عیسائی ہو یا یہودی وغیرہ ہو۔ اس تعلیم کو پڑھ کر ایک یہودی کا دل بھی یہ محسوس کرنے لگے گا کہ اس کلام کو اتارنے والا خدا اسی طرح میرا خدا ہے جس طرح وہ مسلمانوں کا خدا ہے اگر ایک عیسائی قرآن کریم پڑھے گا تو اس کا دل بھی یہی محسوس کریگا کہ قرآن کریم کو بھیجنے والا خدا اسی طرح میرا خدا ہے جس طرح وہ ایک مسلمان کا خدا ہے۔ اگر ایک ہندو قرآن کریم کو پڑھے گا۔ تو اس کا دل بھی یہ محسوس کرے گا کہ اس کتاب کو بھیجنے والا خدا اسی طرح میرا خدا ہے جس طرح ایک مسلمان کا خدا ہے لیکن یہ بات کسی اور کتاب میں نظر نہیں آتی"

اسی طرح قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

كُلًّا نُّمِدُّ هٰٓؤُلَآءِ وَهٰٓؤُلَآءِ (بنی اسرائیل ع ۲)

یعنی یہ خیال کر لینا کہ اللہ تعالیٰ صرف مسلمانوں کی مدد کرتا ہے غلط ہے مگر وہ اس قوم کی بھی مدد کرتا ہے۔ اور اس قوم کی بھی مدد کرتا ہے اور اس قوم کی بھی مدد کرتا ہے یعنی ساری اقوام کی مدد کرتا ہے۔ اور اس کی رحمت کسی خاص قوم سے مخصوص نہیں بلکہ خواہ کوئی مومن ہو یا غیر مومن جو بھی اللہ تعالیٰ کے قوانین پر عمل کریگا ان سے فائدہ اٹھائے گا۔ ترقی کر جائے گا چنانچہ دنیا میں ہمیں عملی رنگ میں یہی نظر آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا فضل دنیوی فوائد اور ترقیات کے رنگ میں عیسائیوں کو بھی پہنچ رہا ہے۔ ہندوؤں کو بھی پہنچ رہا ہے۔ بدھوں کو بھی پہنچ رہا ہے۔ پارسیوں کو بھی پہنچ رہا ہے یہودیوں کو بھی پہنچ رہا ہے اور مسلمانوں کو بھی پہنچ رہا ہے۔ ہاں روحانی فیضان صرف اس قوم کو ملتا ہے جو روحانی طور پر اللہ تعالیٰ سے منسلک ہوتی ہے لیکن دنیوی کوشش جو بھی کرے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے خواہ وہ مومن ہو یا غیر مومن۔ اس کے لئے مذہب اور ایمان کوئی شرط نہیں۔

تفسیر کبیر جلد پنجم جزو دوم صفحہ ۱۴

(باقی)

# محترم ملک محمد شفیع صاحب مرحوم کا ذکر خیر

(محترم مولانا غلام احمد صاحب فرخ مبلغ انچارج فجی مشن)

خاکسار کے خسر محترم ملک محمد شفیع صاحب کی وفات گزشتہ سال مئی کے مہینہ میں کراچی میں ہوئی آپ موصی تھے۔ جنازہ بروقت ربوہ نہ پہنچایا جا سکا۔ اس لئے کراچی ایئرپورٹ کے قبرستان میں امانتاً دفن کیا گیا۔ جنازہ میں ڈرگ روڈ اور ملیر کے احمدی احباب نے شرکت فرمائی

مرحوم دھرم کوٹ رندھاوا ضلع گورداسپور کے رہنے والے تھے یہ قصبہ احمدیت کی مخالفت میں پیش پیش تھا۔ مگر وہاں احمدیت جن لوگوں کو نصیب ہوئی اگرچہ وہ تعداد کے لحاظ سے تھوڑے تھے مگر اخلاص اور پختہ ایمان کا ایک نمونہ تھے۔ آپ نے بیعت تو ۱۹۲۴ء میں کی مگر آپ کو احمدیت سے دلی انس اور عقیدت اسی وقت سے تھی جب سے آپ نے ہوش سنبھالا۔ آپ بتایا کرتے تھے کہ حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت میں نے اپنے والد صاحب کے ساتھ گورداسپور میں کی تھی۔ اسی طرح بٹالہ میں جب ڈاکٹر مارٹن کلارک والا مقدمہ تھا اور مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی حضرت اقدس علیہ السلام کے خلاف گواہی دینے آئے تھے۔ اس موقعہ پر بھی میں نے حضور اقدس علیہ السلام کی زیارت کی تھی۔

آپ گورنمنٹ ملازم تھے اور پٹواری کے فرائض سرانجام دیتے رہے۔ ضلع گورداسپور میں مختلف مقامات پر آپ متعین رہے۔ تلونڈی جھنگلاں جو قادیان سے چند میلوں کے فاصلہ پر تھا وہاں آپ کافی عرصہ رہے۔ وہاں کی اکثریت احمدیوں کی تھی اس جگہ کے لوگوں کو آپ کی امانت و دیانت کی وجہ سے آپ سے محبت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان خرابیوں سے بچایا ہوا تھا۔ جو گورنمنٹ ملازموں میں اکثر دیکھنے میں آتی ہیں

آپ نے ملازمت کے دوران ہی ہجرت کر کے قادیان میں رہائش اختیار کر لی تھی اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو محلہ دارالبرکات میں اپنا مکان تعمیر کرنے کی توفیق عطا فرمائی پارٹیشن کے وقت قادیان سے ہی ہجرت کر کے پاکستان آئے تھے۔ آپ نے ریٹائرمنٹ کے بعد کچھ عرصہ ربوہ میں صدر انجمن احمدیہ میں نائب مختار عام کا کام بھی کیا مگر عمر زیادہ ہو جانے کی وجہ سے جلد ہی فارغ ہو گئے۔ مرحوم خاموش طبع اور منکسر المزاج تھے۔ طبیعت نہایت سادہ اور بے تکلف تھی بات تھوڑی اور آہستگی سے کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ پر توکل تھا تہجد گزار تھے۔ خلیفۂ وقت کی صحت و سلامتی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے جملہ افراد کی صحت و عافیت، سلسلہ کی ترقی و استحکام، مبلغین سلسلہ کی صحت اور کامیابی کیلئے دعائیں کرنے کے علاوہ اپنے عزیزوں کیلئے دعائیں فرماتے۔

آخری چند سال انہوں نے اپنے چھوٹے صاحبزادے صوبیدار رشید احمد ملک صاحب کے پاس گزارے جو فوجی ملازمت سے ریٹائر ہو کر ڈرگ روڈ کراچی میں رہائش پذیر ہیں

مرحوم کی وفات اچانک ایک حادثہ سے ہوئی۔ مکان کی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے گر گئے۔ اس سے سر میں چوٹ آئی اور تھوڑی دیر میں ہی روح قفس عنصری سے پرواز کر کے اپنے مالک حقیقی کے پاس پہنچ گئی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تاریخ اسلام

# اہلِ طائف کا معاندانہ سلوک

ابو طالب کی وفات کے چند ہی روز بعد حضرت خدیجہؓ نے بھی وفات کی بعض روایتوں میں ہے کہ انہوں نے ابوطالب سے پہلے انتقال کیا۔ اب آپؐ کے مددگار اور غمگسار دونو اٹھ گئے۔ صحابہؓ خود اپنی حالت میں مبتلا تھے۔ یہی زمانہ ہے جو اسلام کا سخت ترین زمانہ ہے اور خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس سال کو عام الحزن (سال غم) فرمایا کرتے تھے۔

حضرت خدیجہؓ نے رمضان ۱۰ نبوی میں وفات کی۔ ان کی عمر ۶۵ برس کی تھی۔ مقام حجون میں دفن کی گئیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خود ان کی قبر میں اترے۔ اس وقت تک نماز جنازہ مشروع نہیں ہوئی تھی۔

ابو طالب اور خدیجہؓ کے اٹھ جانے کے بعد قریش کو کس کا پاس تھا؟ اب وہ نہایت بے رحمی و بیباکی سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ستاتے تھے۔ ایک دفعہ آپؐ راہ میں جا رہے تھے۔ ایک شقی نے آکر فرق مبارک پر خاک ڈال دی۔ اسی حالت میں آپؐ گھر میں تشریف لائے۔ آپؐ کی صاحبزادی نے دیکھا تو پانی لے کر آئیں۔ آپؐ کا سر دھوتی تھیں اور جوش محبت سے روتی جاتی تھیں۔ آپؐ نے فرمایا کہ "جانِ پدر رو نہیں خدا تیرے باپ کو بچا لے گا۔"

اہلِ مکہ سے تو قطعی ناامیدی تھی اس لئے آپؐ نے ارادہ فرمایا کہ طائف تشریف لے جائیں اور وہاں دعوتِ اسلام فرمائیں۔ طائف میں بڑے بڑے امراء اور ارباب اثر رہتے تھے۔ ان میں عمیر کا خاندان رئیس القبائل تھا۔ یہ تین بھائی تھے۔ عبد یالیل۔ مسعود۔ حبیب۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس گئے اور اسلام کی دعوت دی۔ ان تینوں نے جو جواب دئے وہ نہایت عبرت انگیز تھے۔ ایک نے کہا "اگر تجھ کو خدا نے پیغمبر بنا کر بھیجا ہے تو کعبہ کا پردہ چاک کر رہا ہے"۔ دوسرے نے کہا۔ کیا خدا کو تیرے سوا اور کوئی نہیں ملتا تھا"۔ تیسرے نے کہا "میں بہرحال تجھ سے بات نہیں کر سکتا۔ تو اگر سچا ہے تو تجھ سے گفتگو کرنا خلافِ ادب ہے۔ اور جھوٹا ہے تو گفتگو کے قابل نہیں"۔

ان بدبختوں نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ طائف کے بازاریوں کو ابھار دیا کہ آپؐ کی ہنسی اڑائیں۔ شہر کے اوباش ہر طرف سے ٹوٹ پڑے۔ یہ مجمع دو رویہ صف باندھ کر کھڑا ہوا۔ جب آپؐ ادھر سے گذرے تو آپؐ کے پاؤں پر پتھر مارنے شروع کئے۔ یہاں تک کہ آپؐ کی جوتیاں خون سے بھر گئیں۔ جب آپؐ زخموں سے چور ہو کر بیٹھ جاتے تو بازو تھام کر کھڑا کر دیتے۔ جب آپؐ پھر چلنے لگتے تو پھر پتھر برساتے۔ ساتھ ساتھ گالیاں دیتے اور تالیاں بجاتے جاتے۔ آخر آپؐ نے ایک باغ میں انگور کی ٹٹیوں میں پناہ لی۔ یہ باغ عتبہ بن ربیعہ کا تھا جو باوجود کفر کے شریف الطبع اور نیک نفس تھا۔ اس نے آپؐ کو اس حالت میں دیکھا تو اپنے غلام کے ہات جس کا نام عدّاس تھا انگور کا خوشہ ایک کشتی میں رکھ کر بھیجا"۔

(سیرۃ النبی جلد اول مصنفہ علامہ شبلی نعمانی صفحہ ۱۸۲ و ۱۸۳)

# ضروری اعلان

کچھ دنوں سے احباب کو ربوہ میں الفضل کی تقسیم کے متعلق شکایات پیدا ہو رہی ہیں۔ ایسے تمام دوستوں کی خدمت میں گذارش ہے کہ اگر انہیں الفضل کا پرچہ باقاعدگی سے بروقت نہ ملے تو اس کی اطلاع ملک جی برادرز گولبازار ربوہ کو کردیں۔ اگر اس کے بعد بھی شکایت دور نہ ہو تو دفتر ہذا میں اس کی اطلاع کردیں، تاکہ ربوہ میں الفضل کی تقسیم کو بہتر سے بہتر بنانے کی کوشش کی جا سکے۔

(مینیجر الفضل ربوہ)

# نماز کی حقیقت

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"نماز وہ شئے ہے جسے دل بھی محسوس کرے کہ روح پگھل کر خوفناک حالت میں آستانۂ الوہیت پر گر پڑے۔ جہاں تک طاقت ہے وہاں تک رقّت کے پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ اور تضرّع سے دعا مانگے کہ شوخی اور گناہ جو اندر نفس میں ہیں وہ دور ہوں۔ اسی قسم کی نماز بابرکت ہوتی ہے۔ اور اگر وہ اس پر استقامت اختیار کرے گا تو دیکھے گا کہ رات کو یا دن کو ایک نور اس کے قلب پر گرا ہے اور نفس امّارہ کی شوخی کم ہو گئی ہے۔" (ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۳)

(قیادت تربیت مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

# پرہیزگاری کا طریق

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام "خطبہ الہامیہ" میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"وَالْخَیْرُ كُلُّهٗ فِي الْقُرْاٰنِ وَالتَّمَسُّكُ بِهٖ مِنْ دَأْبِ الْمُتَّقِیْ۔ (ترجمہ) سب بھلائیاں قرآن کریم میں ہیں اور اس کی پیروی پرہیزگاری کا طریق ہے۔"

(روحانی خزائن جلد ۱۶ صفحہ ۹۷)

ہر رکن انصار اللہ کے لئے لازمی ہے کہ وہ خود بھی قرآن کریم پڑھے اور کم از کم دو اور افراد کو پڑھائے۔

(قائد تعلیم مجلس انصار اللہ مرکزیہ)

# خدام الاحمدیہ کے ہر ممبر کو قرآن کریم کا ترجمہ آنا چاہیئے!

## سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد

سیدنا حضرت المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:۔

"ہمارے لئے ضروری ہے کہ ہم قرآنی تعلیم کو سمجھیں اور اس کو اپنے دلوں اور دماغوں میں پوری مضبوطی سے قائم کریں۔ میں نے کہا تھا کہ ہر احمدی نوجوان کا فرض ہے کہ قرآن کریم کا ترجمہ جانتا ہو۔ اسے معلوم ہونا چاہیئے کہ قرآن کریم میں کیا لکھا ہے۔ اور خدا ہم سے کن باتوں کا مطالبہ کرتا ہے۔ ہماری جماعت میں کوئی ایک فرد ایسا نہ رہے نہ بچہ نہ جوان نہ بوڑھا جسے قرآن کریم کا ترجمہ نہ آتا ہو"

خدام الاحمدیہ حضرت المصلح الموعود کے اس ارشاد کو ہمیشہ مدّنظر رکھیں۔ خود بھی قرآن کریم کا ترجمہ اور تفسیر سیکھنے کی کوشش کرتے رہیں اور جماعت کے دوسرے افراد کو بھی قرآنِ کریم پڑھائیں۔ ناظرہ بھی پڑھائیں، ترجمہ بھی پڑھائیں اور تفسیر بھی پڑھائیں اور کام اس طرح منظم طور پر کریں کہ حضور کا یہ منشاء پورا ہو جائے کہ جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جو قرآن کریم کا ترجمہ نہ جانتا ہو۔ اللہ تعالیٰ آپ کی کوشش میں برکت ڈالے۔ (معتمد مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ)

# درخواستِ دعا

میری والدہ محترمہ رشیدہ بیگم صاحبہ کافی عرصہ سے بیمار چلی آرہی ہیں۔ احباب دعا فرمائیں کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے انہیں صحت کاملہ عاجلہ عطاء فرمائے۔

(نجم الثاقب ورک۔ ننڈی پور)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

# آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہؓ کی ایسی اعلیٰ تربیت فرمائی جس کی نظیر نہیں ملتی

## اِس تربیت کے نتیجہ میں انہوں نے بڑے سے بڑے مصائب برداشت کئے اور اپنے ایمان پر آنچ نہ آنے دی

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ ۲۷ر فروری ۱۹۶۹ء میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ اور صحابہ کرامؓ کی عدیم النظیر قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:-

"پھر تین سال کے قریب مکّی زندگی کا ایک ایسا دور ہے جس میں کھلی تبلیغ اور بڑی شدید مخالفت ہوئی۔ اب یہ قربانی کا تیسرا نمونہ ہے جو کامل اسوۂ حسنہ ہے۔ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا اپنا نمونہ کامل اُسوہ ہے اور آپؐ کی تربیت اُمتِ مسلمہ کے لئے ایک کامل نمونہ ہے کہ کس رنگ میں آپؐ نے تربیت کی۔ چنانچہ یہ تربیت اُن تکالیف اور مصائب کی ظاہر ہوتی ہے جو آپ کے صحابہؓ کو سہنے پڑے اور جس قسم کی سخت زندگی میں اُن کو گزرنا پڑا یہ واقعات بتاتے ہیں کہ نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی نہایت کامیاب اور نہایت اعلیٰ درجہ کی تربیت تھی۔ یہ تین سال گزر گئے۔ پھر جب مشرکینِ مکّہ کو اس میں کامیابی نظر نہ آئی تو انہوں نے فیصلہ کیا کہ اب ان کا مکمل بائیکاٹ کیا جائے۔ نہ ان سے کوئی رشتہ کرے نہ کلام کرے، نہ کوئی تعلق رکھے۔ نہ اُن کو کھانے پینے کے لئے کچھ دیا جائے جہاں تک حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو بے آب وگیاہ صحرا میں آباد کرنے کا تعلق تھا ہو سکتا تھا کہ اللہ کے فضل سے کوئی قافلہ آجاتا اور غذا دے دیتا ان کے کھانے پینے کا انتظام تو نہیں تھا کیونکہ چند دن کی خوراک تھی لیکن پانی اور کھانے کے راستے بند نہیں تھے یہی راستے تھے جو کھُلے۔ ایک زمین کا راستہ تھا اور ایک آسمان کا راستہ تھا یعنی فرشتوں نے قافلوں سے کہا کہ وہاں جاؤ۔ صحرا میں پانی پیدا کر دیا کہ ان کے لئے جذب کا موجب بن جائے لیکن یہاں نہ صرف یہ کہ کھانے پینے کا سامان نہیں تھا بلکہ دروازوں پر پہرے تھے اور اتنا سخت محاصرہ تھا اور اتنی سخت تنگی تھی صحابہؓ کو اور ان کے ساتھ ان کے ایسے رشتہ داروں کو جو آپ کا ساتھ دیتے تھے اگرچہ ایمان نہیں لائے تھے کہ ایک صحابی کہتے ہیں کہ بھوک کی وجہ سے ہمارا یہ حال ہوتا تھا کہ ایک دفعہ ایک چیز پر میرا پاؤں پڑا اور مَیں نے محسوس کیا کہ یہ نرم سی چیز ہے۔ رات کا وقت تھا اندھیرے میں مَیں نے اُسے اُٹھایا اور کھا گیا۔ جب بتاتے تھے تو کہتے تھے کہ مجھے آج تک پتہ نہیں کہ وہ تھی کیا چیز!

ایک اور بڑے بزرگ صحابی روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ اتفاقاً وہاں ایک سُوکھا ہوا پُرانا چمڑا مل گیا مَیں اس کو لے گیا اور اچھی طرح صاف کیا، دھویا، اُبالا اور نرم کر کے کئی دن تک یہ میری ضیافت تھی۔ مَیں اس پر گزارہ کرتا رہا۔ اِس قسم کی شدید بھوک اور پیاس کی تکلیف میں سے وہ گزر رہے تھے اور صرف پانچ یا سات دن کے لئے نہیں بلکہ قریباً ڈھائی تین سال یہ محاصرہ رہا اور اِس قسم کی تنگی رہی۔ اور ہمارے محبوب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی عجب شان ہے اور آپ کی قوتِ قدسیہ کا عجیب اثر ہے کہ اتنا لمبا عرصہ تکالیف برداشت کرنے کے باوجود ایک شخص نے بھی ارتداد اختیار نہیں کیا بلکہ وہ سب کے سب مضبوطی کے ساتھ اپنے مذہب پر، اپنے دین پر قائم رہے۔ پھر خدا تعالیٰ نے اس آزمائش کے بعد جس میں نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم دُنیا کے لئے ایک نمونہ بنے اور تربیت میں بھی ایک نمونہ بنے اور آپؐ کے صحابہؓ نے دُنیا کو نہایت شاندار قربانیوں کا نمونہ دکھایا۔ خدا تعالیٰ نے ایسے حالات پیدا کر دیئے کہ ان کفار میں سے ہی جنہوں نے یہ محاصرہ اور بائیکاٹ کیا تھا کچھ لوگ اس کے خلاف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ایک معجزہ دکھایا ان کے دل اس معاملہ میں نرم کر دیئے اور محاصرہ اُٹھ گیا۔"

(الفضل ۲۳ر اکتوبر ۱۹۷۳ء صفحہ ۴، ۵)

## خدمتِ دین کرنے والوں کا قابلِ رشک مقام

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملفوظات جلد اوّل صفحہ ۲۲۳ پر فرمایا:-

"جو حالت میری توجہ کو جذب کرتی ہے وہ ایک ہی بات ہے کہ مَیں کسی شخص کی نسبت معلوم کر لوں کہ یہ خدمتِ دین کے سزاوار ہے اور اس کا وجود خدا تعالیٰ کے لئے، خدا کے رسولؐ کے لئے، خدا کی کتاب کے لئے اور خدا کے بندوں کے لئے نافع ہے۔ ایسے شخص کو جو درد و الم پہنچے وہ درحقیقت مجھے پہنچتا ہے۔"

اِن پاکیزہ ملفوظات سے ظاہر ہے کہ صحیح رنگ میں خدمتِ دین کرنے والے کا مقام کتنا بلند اور کتنا قابلِ رشک ہے۔ اور اگر سب مجاہدین تحریکِ جدید اپنے فرائض رضائے الٰہی کے حصول کے لئے خوش اسلوبی سے ادا کرنے کی کوشش فرمائیں تو وہ اس مقام کو بفضلہ تعالیٰ حاصل کر سکتے ہیں۔ سیکرٹریانِ تحریکِ جدید کی خدمت میں خاص طور پر درخواست ہے کہ وہ اپنے فرائض کو سمجھتے ہوئے چندہ تحریکِ جدید جلد از جلد وصول فرما کر مرکز میں ارسال فرمائیں تا بجٹ مقررہ میعاد کے اندر پورا ہو اور وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک دعاؤں کے وارث ٹھہریں۔

(قائمقام وکیل المال تحریکِ جدید)

## درخواستِ دعا

(۱) خاکسار کے والد ملک مشتاق احمد صاحب ریٹائرڈ رسول انجنیئر کافی عرصہ سے بیمار ہیں۔ ابھی تک بیماری میں کوئی افاقہ نہیں ہوا۔ اب ڈاکٹروں نے انہیں لاعلاج قرار دے دیا ہے۔ پیٹ میں پانی بھرنے اور گردے خراب ہو جانے کی وجہ سے حالت بہت تشویشناک ہو گئی ہے۔ جناح میڈیکل ہسپتال کراچی میں زیرِ علاج ہیں۔ احبابِ جماعت، بزرگانِ سلسلہ اور خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے خاص دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ والد صاحب کو جلد صحتِ کاملہ دے۔ اور ان کا سایہ ہمارے سروں پر قائم رکھے۔ آمین

(ملک سجاد احمد ۶۸/۲ ایچ ۲۔ پی، سی، الیس، ایچ۔ کراچی نمبر ۲۹)

(۲) مکرم جناب چوہدری محمد شریف صاحب آف لاٹھیانوالہ کو بندشِ پیشاب کی وجہ سے تکلیف ہے ان کا اپریشن ہوا لیکن تکلیف تاحال زیادہ ہے اور کمزوری بھی بہت ہے۔ احبابِ جماعت سے ان کی صحتِ کاملہ و عاجلہ کے لئے دردمندانہ درخواستِ دعا ہے۔

(سید شمشاد احمد ناصر مربی سلسلہ عالیہ احمدیہ لاٹھیانوالہ ۱۹۴ ر ب ڈاکخانہ کھوڑیانوالہ، لائل پور)

(۳) ۱۸ر جون کی شام کو مجھے کار کا سخت حادثہ پیش آیا جس میں دونوں کاریں بالکل تباہ ہو گئیں۔ مجھے خدا تعالیٰ نے معجزانہ رنگ میں بچا لیا تاہم پسلیوں پر شدید چوٹیں آئیں۔ متعدد روز ہسپتال میں زیرِ علاج رہنے کے بعد اب واپس گھر آ گیا ہوں لیکن جسم کے مختلف حصوں میں اب بھی درد کی تکلیف ہے۔ احبابِ کرام مکمل صحت کے لئے دعا فرما کر شکریہ کا موقع دیں۔

(محمد ادریس پرنسپل باگز اکیڈمی، کینز ول، جارجیا، امریکہ)